3 مالی شعبے کا استحکام

3.1 خلاصہ

مالی استحکام اسٹیٹ بینک کا بنیادی فریضہ ہے جسے پورا کرنا اس کا قانونی تقاضا ہے، جیسا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء میں بیان ہے ''(اسٹیٹ بینک) زری استحکام کو یقینی بنانے اور مالی نظام کی مضبوطی کی ذمہ دار ہے''۔ مالی استحکام کا مطلب یہ ہے کہ بچت کی رقوم کو کارگر انداز میں سرمایہ کاری کے مواقع کی طرف اس طرح موڑا جائے کہ یہ عمل کسی بڑی بدنظمی کے بغیر پائیدار طریقے سے طویل عرصے جاری رہے۔[1] مالی استحکام کا انحصار ایسے مؤثر قواعد وضوابط پر ہوتا ہے جن سے مالی اداروں کو خطرات سے آزاد اور محتاط رویے کی ترغیب ملتی ہو۔ مالی استحکام کی پالیسیوں اور جائزوں کا بنیادی مقصد خطرات سے پیشگی آگاہی کا حصول ہوتا ہے تا کہ بحران میں کمی نہ لائی جاسکے تو کم از کم بحران سے بچاؤ کے طریقے اختیار کیے جاسکیں۔ مالی نظام کے استحکام سے مندرجہ ذیل کو فروغ ملتا ہے: (i) مالی وساطت کا ہموار طریقہ جو بچت کی رقوم کو منافع بخش سرمایہ کاریوں کی طرف لے جائے، (ii) مالی نظام کے مختلف شعبوں کی متوازن ترقی، اور (iii) زری پالیسی کی درست ترسیل، کیونکہ اس کے مؤثر نفاذ سے قیمتوں میں استحکام آتا ہے۔

اسٹیٹ بینک ملک کا مرکزی بینک اور مالی شعبے کا مرکزی ضابطہ کار ادارہ ہے۔ یہ زری پالیسی کے ساتھ ساتھ مالی ضوابط اور نگرانی کی دہری ذمہ داری کی بنا پر مالی استحکام لانے کے حوالے سے منفرد حیثیت کا مالک ہے۔ اسٹیٹ بینک کا ایک طرف معیشت کی نبض پر ہاتھ ہے جس کی وجہ سے وہ زری ترسیل کی میکانیت، اور معیشت اور مالی شعبے پر اس کے اثرات سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ دوسری طرف شعبہ بینکاری کی نگرانی سے اسٹیٹ بینک کو مالی ترسیل کی میکانیت سے باخبر رہنے میں مدد ملتی ہے جس سے بحیثیت مجموعی پالیسی موقف کی تشکیل میں آسانی ہوتی ہے۔

اسٹیٹ بینک اندازاً پانچ سال سے مالی استحکام کا تجزیہ کرتا آرہا ہے، تاہم مالی استحکام کا دائرہ کار اب بھی تشکیلی مراحل میں ہے۔ اسٹیٹ بینک نے مالی شعبے کا سالانہ تجزیہ 2002ء سے شروع کیا جو بینکاری کی سہ ماہی اور سالانہ رپورٹوں کے ساتھ ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ ان رپورٹوں کو یکجا کرکے ''مالی استحکام کا جائزہ'' کے نام سے جامع رپورٹ 2007ء میں پہلی بار منظر عام پر لائی گئی جس میں مالی شعبے کو لاحق خطرات، ضرر پذیری اور معاشی دشواریوں کا بھرپور جائزہ پیش کیا گیا۔

مالی استحکام کے تجزیے کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایک الگ اور مخصوص شعبے کی ضرورت تھی جو آزادانہ تجزیہ اور تحقیق انجام دے سکے، پالیسی سفارشات پیش کرسکے، اور جیسا کہ دوسرے ملکوں کے مرکزی بینکوں کا معمول ہے، مالی استحکام کے مسائل پر مسلسل نظر رکھ سکے۔ چنانچہ زری پالیسی اور تحقیق کلسٹر میں 'شعبہ مالی استحکام' کے نام سے ایک الگ شعبہ فروری 2008ء میں قائم کیا گیا جسے مالی شعبے پر آزادانہ پالیسی تحقیق کا کام سونپا گیا تا کہ اسٹیٹ بینک مالی استحکام کا اپنا مقصد پورا کرسکے۔ 'شعبہ مالی استحکام' اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بینکنگ پالیسی اینڈ ریگولیشنز ڈپارٹمنٹ (بی پی آرڈی) اور بینکنگ سرویلنس ڈپارٹمنٹ (بی ایس ڈی) کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔

اس باب میں مالی شعبے کے استحکام کے لیے اسٹیٹ بینک کی طرف سے مالی سال 2008ء کے دوران کیے گئے اقدامات پر بحث کی گئی ہے۔

3.2 بینکاری نظام کا استحکام

3.2.1 استعداد کاری اور بازل 'دوم'

بازل 'دوم' کوئی حتمی ہدف نہیں بلکہ ایک مرحلہ ہے چنانچہ اس کا نفاذ مسلسل جاری رہنے والی مشق کی طرح ہے۔ سہل انداز میں بازل 'دوم' کے نفاذ کے تقاضے ہنرمند انسانی وسائل، مصدقہ اعداد وشمار، اور کارگر آئی ٹی سسٹمز ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے بینکاری کی بہترین بین الاقوامی روایات اپنانے، اور سسٹمز اور انسانی وسائل کو ترقی دینے پر بینکوں کو ہمیشہ راغب کیا ہے۔ شعبہ بینکاری کی استعداد بڑھانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے دوجہتی پالیسی اپنائی ہے۔ اس نے اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک، برطانیہ کے تعاون سے بازل 'دوم' پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس کا مقصد مقامی بینکاروں، بالخصوص ان بینکاروں کی معلومات میں اضافہ کرنا تھا جو بازل 'دوم' کے نفاذ سے براہ راست متعلق ہیں۔ بازل 'دوم' پر ایک سارک فنانس

---

1 مشکین، ایف۔ (1991ء): "Anatomy of financial crisis"، این بی ای آر ورکنگ پیپر، نمبر 3934۔

سیمینار اسلام آباد میں 26 تا 28 جون 2008ء منعقد ہوا جس کا مقصد یہ تھا کہ رکن ممالک بازل 'دوم' کے نفاذ کے بارے میں اپنے تجربات سے ایک دوسرے کو آگاہ کریں۔ بازل 'دوم' کے مختلف موضوعات پر اندرونی وابستہ عناصر کے لیے کئی تربیتی نشستیں/ پریزینٹیشن/ سیمینار منعقد کرنے سے اسٹیٹ بینک کے انسانی وسائل کو یہ جاننے کا موقع ملا کہ بازل 'دوم' کے تحت کون کون سے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں اور اس کے نفاذ میں کون کون سی پیچیدگیاں سامنے آتی ہیں۔ مختلف شعبوں سے افراد کو ملا کر چھ ٹیمیں بنائی گئیں جنہیں مختلف شعبوں کے مسائل حل کرنے کا کام سونپا گیا۔ وہ مسائل یہ تھے: (i) قرضے کو خطرہ، معیاری طریقہ کیا ہے؟ (ii) قرضے کو خطرہ، جدید طریقے کیا ہیں؟ (iii) آپریشنل خطرات (iv) منڈی کے خطرات (v) پلر II (نگراں کی طرف سے نظر ثانی کا عمل) اور (vi) پلر III (افشائے راز کی شرط)۔ ان چھ ٹیموں کے ارکان متنوع تجربات کے حامل ہیں۔ بینکوں کے معائنہ کاروں نے شعبہ نگرانیٔ بینکاری کو اس کے فرائض کی انجام دہی میں مدد دینے کے لیے اپنے تجربے کی بنیاد پر معلومات بیان کیں اور بینکاری صنعت میں پائی جانے والی روایات کا ذکر کیا۔

3.2.2 بازل 'دوم' کا نفاذ

بازل 'دوم' کے نفاذ کا آغاز یکم جنوری 2008ء سے ہوگیا۔ بازل 'اول' کے برعکس بازل 'دوم' میں شرح کفایت سرمایہ کا تخمینہ لگانے کے زیادہ کڑے اقدامات لاگو ہیں۔ بازل 'دوم' نہ صرف خطرات کا پتہ چلانے میں زیادہ حساس ہے بلکہ یہ ان شعبوں کا بھی احاطہ کرتا ہے جن کا احاطہ بازل 'اول' میں نہیں کیا گیا تھا۔ بینکوں کو لاحق انفرادی اور اجتماعی خطرات کے تجزیے کے لیے نگرانوں/ ضابطہ سازوں کو اب زیادہ آگے بڑھ کر کام کرنا ہوگا۔ اسٹیٹ بینک کی طرف سے عائد شرط کے مطابق اور بازل 'دوم' فریم ورک کے تحت بینکوں/ ترقیاتی مالی اداروں نے کم سے کم مطلوبہ سرمائے کے اپنے اپنے اولین گوشوارے 31 دسمبر 2006ء کو جمع کرادیے جبکہ متوازی سلسلہ 31 دسمبر 2008ء تک جاری رہے گا۔ نئے فریم ورک کے تحت اسٹیٹ بینک نے رپورٹنگ کے تفصیلی خاکے (فارمیٹ) فراہم کردیے ہیں۔ کم سے کم مطلوبہ سرمائے کے 31 دسمبر 2007ء کو جمع کرائے گئے گوشواروں کے مطابق بینک/ ترقیاتی مالی ادارے بازل 'دوم' کی 13.86 فیصد شرح کفایت سرمایہ کو برقرار رکھے ہوئے ہیں، جبکہ بازل 'اول' کے تحت شرح کفایت سرمایہ 14.74 فیصد تھی۔ تمام بینکوں/ ترقیاتی مالی اداروں کے 31 دسمبر 2007ء کے مشترکہ ڈیٹا کے مطابق بازل 'دوم' کے تحت مجموعی سرمایہ (Total Eligible Capital) 542.23 ارب روپے ہے جو کہ بازل 'اول' کے تحت 553.08 ارب روپے تھا۔ بینکوں کے سرمائے میں کمی کا سبب نئے فریم ورک کے تحت نافذ العمل ہونے والی کٹوتیاں ہیں۔ بازل 'دوم' کے تحت مجموعی خطرہ بہ وزن اثاثے مذکورہ تاریخ کو 3912.89 ارب روپے پر برقرار رہے جبکہ ان میں قرضہ خطرہ بہ وزن اثاثے (83 فیصد)، منڈی خطرہ بہ وزن اثاثے (5 فیصد) اور آپریشنل خطرہ بہ وزن اثاثے (12 فیصد) شامل تھے۔ بازل 'دوم' کے تحت آپریشنل خطرہ ایک نیا زمرہ ہے جبکہ منڈی کے خطرے کا تخمینہ لگانے میں 'دستیاب برائے فروخت' اور 'محفوظ برائے تجارت' جیسی سرمایہ کاریوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

3.2.3 مطلوبہ نقد محفوظ/ لازمی شرح سیالیت میں ردوبدل اور ایف ای۔25 پر مطلوبہ نقد محفوظ/ لازمی شرح سیالیت میں ردوبدل

مطلوبہ نقد محفوظ اور لازمی شرح سیالیت کو زری پالیسی کے آلات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے میعادی اور عندالطلب واجبات کی تعریف میں اگست 2007ء میں ردوبدل کرتے ہوئے ایک سال سے کم عرصیت والی امانتوں کو میعادی واجبات سے نکال کر عندالطلب واجبات میں شامل کردیا۔ یہ اقدام بینکوں اور مالی اداروں کی سیالیت کی مجموعی صورتحال کو دیکھتے ہوئے اور زری استحکام کے لیے کیا گیا کیونکہ طویل مدتی اور کم تغیر پذیر امانتوں/ واجبات پر بینکوں کے لیے مطلوبہ نقد محفوظ بطور ترغیب صفر رکھا گیا۔

اسلامی بینکاری کو سہولت دینے کی غرض سے اسلامی بینکوں اور ان کی برانچوں کو یہ رعایت دی گئی کہ وہ اپنے نقد بدست اور نیشنل بینک کے اپنے کرنٹ اکاؤنٹ میں موجود رقم کو لازمی شرح سیالیت میں شامل تصور کریں۔ اسلامی مالی مصنوعات کی مزید حوصلہ افزائی کے لیے حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ کراچی شپ یارڈ اینڈ انجینئرنگ ورکس اور واپڈا کے جاری کردہ صکوک لازمی شرح سیالت کے اہل ہوں گے۔ اس وقت اسلامی بینکوں/ برانچوں اور روایتی بینکوں پر عائد مطلوبہ نقد محفوظ یکساں ہے، یعنی:

- ☆ مجموعی عندالطلب واجبات (بشمول ایک سال سے کم مدت کی میعادی امانتیں) کا ہفتہ وار اوسط 9 فیصد (جبکہ یومیہ کم از کم 8 فیصد ہو)
- ☆ ایک سال اور اس سے زائد کے میعادی واجبات پر مطلوبہ نقد محفوظ عائد نہیں ہوتا۔

کمرشل بینکوں پر عائد لازمی شرح سیالیت میعادی اور عندالطلب مجموعی واجبات کا 19 فیصد (مطلوبہ نقد محفوظ سے قطع نظر) ہے، جبکہ اسلامی بینکوں/ برانچوں کے لیے لازمی شرح

سیالیت ان کے میعادی اور عندالطلب واجبات کا 9 فیصد ہے۔

مزید برآں، ایف ای 25 امانتوں پر، جس میں ڈالر میں رقم برقرار رکھنا ہوتی ہے، خصوصی مطلوبہ نقد محفوظ کو کمرشل بینکوں کے لیے 15 فیصد سے 5 فیصد جبکہ اسلامی بینکوں کے لیے 6 فیصد سے 2 فیصد تک کم کر دیا گیا۔ تاہم زرمبادلہ منڈی کی سیالیت میں بحیثیت مجموعی بہتری آنے کے باعث ایف ای۔25 امانتوں کے بدلے خصوصی مطلوبہ نقد محفوظ کی حد دوبارہ سابقہ سطح تک بڑھا دی گئی۔ تمام بینکوں پر لازم ہے کہ وہ خصوصی مطلوبہ نقد محفوظ کے علاوہ نقد محفوظ اپنی ایف ای۔25 امانتوں کے بدلے ڈالر کی مساوی رقم 5 فیصد شرح پر برقرار رکھیں۔

3.3 قانونی ڈھانچے کا استحکام

ایک مؤثر قانونی اور ضوابطی ڈھانچہ مستحکم اور توانا مالی نظام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مالی شعبے کے استحکام کے ذمہ دار کی حیثیت سے اسٹیٹ بینک نے سازگار قانونی ماحول کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ **اینٹی منی لانڈرنگ آرڈیننس** صدارتی حکم کے ذریعے ستمبر 2007ء میں نافذ کیا گیا۔ اس قانون کی حتمی تیاری میں اسٹیٹ بینک کا بڑا حصہ تھا۔ کالے دھن کو سفید بنانا اس آرڈیننس کے تحت جرم قرار دیا گیا اور مالی اداروں پر لازم کیا گیا کہ وہ مشتبہ لین دین اور رقوم کی منتقلی کی باقاعدہ اطلاع دیں اور باہمی تعاون کریں۔ ایف اے ٹی ایف کی سفارشات کو پورا کرنا اس قانون کا مقصد ہے۔ یہ آرڈیننس منی لانڈرنگ اور دیگر مالی جرائم میں مالی شعبے کو استعمال سے محفوظ رکھنے میں بہت کارآمد ہوگا۔

3.3.1 کارپوریٹ نظم ونسق پر مزید توجہ

بینکوں کے کاروبار میں رونما ہونے والے تبدیلیوں اور دنیا بھر میں کارپوریٹ نظم ونسق کے حالیہ اسکینڈلوں سے نمٹنے کے لیے اسٹیٹ بینک اپنی کارپوریٹ نظم ونسق کو مستحکم کرنے میں کوشاں ہے جس کے لیے اس نے اپنے 'فٹ اینڈ پراپرٹیسٹ' (ایف پی ٹی) کا دائرہ کار وسیع کیا ہے۔ اسپانسر شیئر ہولڈرز رڈائریکٹرز کی واضح تشریح کی گئی ہے۔ اب ان پر لازم ہے کہ اپنے حصص سی ڈی سی کے پاس ایک مسدود کھاتے (blocked account) میں 31 جولائی 2008ء تک منتقل کریں تاکہ بینکوں کے ساتھ ان کا اسٹیک رملکیت کا تعلق برقرار رہے اور اسپانسر حصص کو مالکاری میں بطور ضمانت استعمال نہ کیا جاسکے۔

3.3.2 بینکوں رترقیاتی مالی اداروں کی تنظیم نو رنجکاری

مالی مشکلات کا شکار اور ناکافی سرمائے سے دوچار مالی اداروں کو اس صورتحال سے نکالنے کے لیے اسٹیٹ بینک کئی بینکوں کی نوسرمایت (recapitalization) کے لیے کام کر رہا ہے۔ اسٹیٹ بینک کا ایس ایم ای بینک کی نجکاری کو حتمی شکل دینے کے لیے نجکاری کمیشن کے ساتھ فعال رابطہ ہے۔ مقررہ پراسیس، اور مالی مشیروں کی طرف سے قواعد وضوابط کی تکمیل کے بعد نجکاری کمیشن نے دلچسپی رکھنے والے سرمایہ کاروں سے اظہار دلچسپی (ای او آئی) طلب کیا تھا جس کے بعد امیدواروں کے چناؤ کا عمل جاری ہے۔

اسٹیٹ بینک فرسٹ ویمن بینک لمیٹڈ کی نوسرمایت پر بھی کام کر رہا ہے۔ اس نے وزارت خزانہ کے مشورے سے فرسٹ ویمن بینک کی اسٹڈی کے لیے آئی ایف سی کو مقرر کیا اور ایک نقشہ راہ تشکیل دیا جس میں، بینک کی طرف سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے لیے بینک کے بورڈ اور انتظامیہ کو کئی آپشنز اور اہم اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔ خاصے سوچ بچار کے بعد وزارت خزانہ نے اسٹیٹ بینک کو فرسٹ ویمن بینک کی تنظیم نو اور نجکاری کے لیے ضروری اقدامات کرنے کی ذمہ داری تفویض کی۔ اسٹیٹ بینک نے بینک کی نوسرمایت، اور آئی ایف سی کی سفارشات کی روشنی میں انتظامیہ ایک اسٹریٹجک انویسٹر کو سونپنے کا عمل شروع کیا اور مالی مشیروں کو ایک شفاف اور مسابقتی عمل کے ذریعے سودے کو نمٹانے کی ہدایت کی۔ یہ عمل حتمی مراحل میں ہے اور جلد پورا کر لیا جائے گا۔

اسلامی ترقیاتی بینک پاکستان کی تنظیم نو بھی عنقریب ہوگی۔ اسٹیٹ بینک نے اس بینک کی مکمل مالی تنظیم نو کا منصوبہ وفاقی حکومت کو ارسال کر دیا ہے۔ بینک کی غیر جانب دارانہ قدر پیمائی کی جارہی ہے اور اسٹیٹ بینک بہترین صورتوں کے لیے وفاقی حکومت سے رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ حکومت کی طرف سے فیصلہ ہوتے ہی اسٹیٹ بینک اس سودے کو تیزی کے ساتھ نمٹائے گا۔ اس کے علاوہ خوشحالی بینک لمیٹڈ کی کامیابی کے ساتھ تنظیم نو کی جا چکی ہے جس کے لیے اس کے قانونی ڈھانچے میں تبدیلی لائی گئی اور خرد مالکاری میں مناسب

دسترس اور استعداد رکھنے والے اسٹریٹجک سرمایہ کار کو اس کی اسٹریٹجک فروخت کی گئی۔

3.3.3 بلا دفتر بینکاری (branchless banking) کے ذریعے بینکاری خدمات کی رسائی میں اضافہ

بلا دفتر بینکاری کے قواعد تمام وابستہ عناصر کے ساتھ گہرے سوچ بچار کے بعد جاری کیے گئے تھے۔ بلا دفتر بینکاری ایک جدید تصور ہے اور توقع ہے کہ یہ عام لوگوں کا ذہنی رجحان برانچوں والی روایتی بینکاری سے ہٹا کر کاروبار کے نئے طریقوں کی طرف لانے میں کامیاب رہے گا۔ بلا دفتر بینکاری روایتی بینکاری کے مقابلے میں یقیناً بہت کم خرچ ہے اور اس کے ذریعے بینک اپنی عمارتی حدود سے باہر بھی مالی خدمات فراہم کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ بلا دفتر بینکاری میں ریٹیل ایجنٹس اور موبائل فون جیسے طریقے استعمال کیے جائیں گے۔ بلا دفتر بینکاری کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ بینک طویل فاصلے پر مقیم کمیونٹیز کو بھی مالی خدمات فراہم کر سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ ملک میں بھی مالی روابط کو فروغ دے سکتے ہیں۔

3.3.4 بینکوں کے انضمام اور تحویل

پاکستان کا مالی نظام 2000ء سے یکجائی کے عمل سے گزر رہا ہے جس کا مقصد مالی شعبے میں انضمام اور تحویل کی حوصلہ افزائی کر کے مالی استحکام کو فروغ دینا ہے تاکہ ملک میں خواہ چند بینک ہوں لیکن اتنے مستحکم ہوں کہ وہ اپنے بڑے حجم کا فائدہ اٹھا سکیں اور معاشی مندی کا زمانہ برداشت کر سکیں۔ انضمام اور تحویل کا یہ سلسلہ محض بینکاری تک محدود نہیں بلکہ یہ پورے مالی شعبے پر محیط ہے جس میں لیزنگ کمپنیاں، سرمایہ کاری بینک، اور مضاربہ ادارے بھی شامل ہیں۔ سرمائے کی کم سے کم شرح میں اضافے اور بعض ٹیکس ترغیبات کی پیش کش سے بینکوں اور غیر بینکی مالی کمپنیوں میں انضمام کا سلسلہ مزید تیز ہو گیا۔

گذشتہ سات برس کے دوران اسٹیٹ بینک نے تحویل کے 10 اور انضمام کے 40 معاملات نمٹائے۔ ان میں بڑی تعداد سرمایہ کار بینکوں کے تجارتی بینکوں کے ساتھ، اور بینکوں کے بینکوں سے انضمام کی تھی، جبکہ دیگر سودے ترقیاتی مالی اداروں/ لیزنگ کمپنیوں کے کمرشل بینکوں سے انضمام کے تھے۔ ان سودوں کے نتیجے میں بینکوں کی ملکیت کا ملا جلا خاکہ وجود میں آیا جس میں ملکیت مقامی اور غیر ملکی دونوں طرح کے وابستہ عناصر کو ملی۔ حالیہ سودوں میں غیر ملکی عناصر کی شرکت میں اضافہ ہوا ہے جنہیں ضوابط پر پورا اترنے کے بعد اجازت دی گئی اور ملکیتی اور انتظامی اختیارات سونپ دیے گئے۔ یکجائی کے اس عمل کو منضبط اور سہل بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اہم پالیسی اقدامات کرتے ہوئے قانونی ڈھانچے میں متعدد ترامیم کیں۔ غیر بینکی مالی کمپنیوں اور بینکوں کے انضمام کو ممکن بنانے کے لیے بی سی او 1962ء کے سیکشن 48 میں ترمیم کی گئی۔ جو غیر ملکی بینک شاخوں کی صورت میں پاکستان میں کام کر رہے تھے انہیں مذکورہ آرڈی ننس میں غیر ملکی بینکاری کمپنیاں قرار دے دیا گیا ہے۔ غیر ملکی بینکاری کمپنیوں اور دیگر بینکوں کے انضمام میں مدد دینے کے لیے بینکنگ کمپنیز آرڈی ننس 1962ء کے سیکشن 48 میں ترمیم کی گئی ہے جس کے تحت غیر ملکی بینکی کمپنی کے صدر دفتر سے توثیق شدہ اسکیم ہی کو اسٹیٹ بینک سے منظور کرایا جا سکے گا۔ اسٹیٹ بینک نے انکم ٹیکس آرڈی ننس میں بھی ترمیم تجویز کی ہے، مثلاً سیکشن 57اے میں جس کو، واجب الادا ٹیکس ضم ہونے والے اور ضم کرنے والے دونوں اداروں پر عائد کرنے کے لیے شامل کیا گیا تھا۔

اسٹیٹ بینک کے ان اقدامات کے نتیجے میں بینکوں کی تعداد جو 1997ء میں 46 تھی 2008ء میں گھٹ کر 39 رہ گئی حالانکہ اسٹیٹ بینک نے چار اسلامی بینکوں اور ایک غیر ملکی بینک کو نئے اجازت نامے بھی جاری کیے۔ یکجائی کے اس عمل سے ضم شدہ اکثر اداروں کی سرمائے کی صورتحال مستحکم بھی ہوئی، نیز بڑے اور مستحکم مالی اداروں میں صحت مندانہ مقابلے کی فضا پیدا ہوئی۔ شاخوں کی صورت میں کام کرنے والی غیر ملکی بینکی کمپنیوں کی تعداد 2000ء میں 20 تھی جو کاروباری حکمت عملیوں میں تبدیلی کے سبب جون 2008ء میں گھٹ کر 7 رہ گئی کیونکہ انہوں نے اپنا کاروبار کسی مقامی بینک کو فروخت کر دیا اور/ یا اپنی شاخوں کو مقامی طور پر قائم ذیلی ادارے کی حیثیت دے دی۔ یکجائی کا یہ عمل جاری رہنے سے ملک میں مزید مستحکم بینکاری نظام پروان چڑھنے کی توقع ہے۔

3.3.5 عالمی امانتی وصولیوں کا اجرا

پاکستانی بینکوں نے ملک میں اپنا مقام مستحکم بنانے کے بعد بیرون ملک واقع سرمایہ منڈیوں سے ایکویٹی کی تلاش شروع کی۔ اس عمل میں سہولت دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے عالمی امانتی وصولیوں کے اجرا پر بینکوں کو رہنما ہدایات جاری کیں۔ ایم سی بی اور یو بی ایل عالمی امانتی وصولیاں جاری کرچکے ہیں نیشنل بینک کا یہ عمل جاری ہے اور جلد پورا کرلیا جائے گا۔ نیشنل بینک کی عالمی امانتی وصولیوں کے اجرا میں سہولت دینے کے لیے بینک نیشنلائزیشن ایکٹ میں اسٹیٹ بینک کی سفارشات پر ترمیم کی گئی۔ اگرچہ ایک مالی مشیر کی خدمات حاصل کرلی گئی تھیں تاہم عالمی منڈیوں میں سیالیت کے بحران اور دیگر وجوہ سے اجرا کا عمل شروع نہ کیا جاسکا جو اس سال مکمل ہونے کی توقع ہے۔

3.3.6 بینک شاخوں کی رسائی میں اضافہ

بینک کی شاخیں کھولنے کا اجازت نامہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء اور بینکنگ کمپنیز آرڈیننس (بی سی او) 1962ء کے قانونی ضوابط کے تحت دیا جاتا ہے۔ بی سی او 1962ء سیکشن 28 کے تحت اسٹیٹ بینک نے ایک جامع 'برانچ لائسنسنگ پالیسی' (بی ایل پی) متعارف کرائی ہے تاکہ بینک دور دراز علاقوں میں برانچیں قائم کرنے کا فیصلہ آزادی سے کرسکیں۔ بی ایل پی کا بنیادی نکتہ برانچوں کی رسائی میں اضافہ کرنا ہے جس کے تحت 100 سے زائد برانچیں رکھنے والے بینکوں پر لازم ہے کہ وہ اگلی برانچوں میں سے کم از کم 20 فیصد ان دیہی اور پسماندہ علاقوں میں کھولیں جہاں کسی بینک کی کوئی برانچ فی الحال موجود نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی بینک دیہی علاقوں میں 20 فیصد سے زائد برانچیں کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اجازت لینے کے لیے کسی بھی وقت اسٹیٹ بینک سے رابطہ کرسکتا ہے۔ مالی خدمات کا دائرہ وسیع تر کرنے کے کئی اقدامات نظر ثانی شدہ بی ایل پی میں موجود ہیں جیسے ذیلی برانچوں کا قیام، جہاں بینک چند وظائف انجام دے سکتے ہیں مثلاً رقم کی وصولی، ادائیگی، ڈی ڈی، پی او، ٹی ٹی، ایم ٹی اور ٹی سی وغیرہ کا اجرا، اور ان کا کنٹرول قریبی واقع کسی بڑی برانچ کے پاس ہوگا۔ تاہم کھاتہ نمبر کا اجرا، کے وائی سی اور سی ڈی ڈی جیسے وظائف بڑی برانچ ہی انجام دے گی۔

3.3.7 قرض گیر اور امانت گزار کا تحفظ۔ شرح سود اور شرح منافع پر ہدایات

مالی شعبے میں رقوم کی آمد و رفت کے دو فریق بینک کے امانت گزار اور قرض گیر ہیں۔ امانت گزار کے مفادات کے تحفظ کے لیے اسٹیٹ بینک نے تمام بینکوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ کھاتے میں موجود رقم سے قطع نظر، کم از کم 5 فیصد منافع تمام امانت گزاروں کو ادا کریں۔ دوسری طرف قرض گیروں کے مفادات کے تحفظ کے لیے اسٹیٹ بینک نے قرضے کی ری پرائسنگ، قرضے کی فریکوئنسیز اور دستاویزی صورت گری میں شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے بینکوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ قرض کی ری پرائسنگ کو متعلقہ کائبور ریٹ سے منسلک کریں، نیز تمام دستیاب صارفی مصنوعات کی شرح منافع اور شرح سود کی مکمل تفصیلات کا اعلان کریں اور قرضے کے معاہدے میں قرضے کا نرخوں کا خاکہ واضح کریں۔

3.3.8 تیسرے فریق سے استفادے کے بندوبست پر ہدایات

بینکوں کی طرف سے اپنے وظائف کی انجام دہی میں تیسرے فریق کی خدمات حاصل کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، اس کا سبب ٹیکنالوجی میں جدت جیسی دشواریاں، بڑھتی ہوئی مسابقت، کفایت حجم اور کلائنٹس (صارفین، امانت گزار یا سرمایہ کار) کے لیے خدمات کے معیار میں اضافہ کرنا جیسے مسائل شامل ہیں۔ موجودہ طریقہ کار تیسرے فریق پر بینکوں کا انحصار اور نتیجتاً خطرے کا دائرہ بڑھا سکتا ہے۔ بالخصوص آئی ٹی سے متعلق پروسیسنگ سرگرمیوں کی بیرون ملک منتقلی پُرخطر ہے کیونکہ صارف کا حساس ڈیٹا تیسرے فریق پر منکشف ہو سکتا ہے اور یہ متعلقہ مالی ادارے اور اس کے صارفین کے لیے خصوصاً اور مالی نظام کے لیے عمومی طور پر سنگین نتائج کا سبب بن سکتا ہے۔ ایسے خطرات میں کمی کے لیے اور بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کے تیسرے فریق کی خدمات سے محفوظ استفادے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے اس بارے میں ہدایات جاری کی ہیں۔

3.3.9 بینکاری میں نئے شرکا کی آمد

کسی ملک کے مالی شعبے کے استحکام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ اس میں معروف غیر ملکی مالی ادارے / گروپ کتنی دلچسپی لیتے ہیں یا داخل ہوتے ہیں۔ پاکستان کا شعبہ بینکاری عمدگی سے کام کررہا ہے اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے باعث ترغیب ہے۔ بارکلیز پبلک لمیٹڈ کمپنی کے ذیلی ادارے بارکلیز بینک پی ایل سی کو پاکستان میں بطور غیر ملکی بینکاری ادارے کے، برانچوں کے ساتھ بینکاری شروع کرنے کا اجازت نامہ دیا گیا۔ بارکلیز پبلک لمیٹڈ کمپنی لندن، نیو یارک اور ٹوکیو میں فہرست شدہ ہے۔ فوربس گلوبل 2000 رینکنگ کے مطابق (2007ء کی فہرست) بارکلیز پبلک لمیٹڈ کمپنی دنیا کا 18 واں سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ بینک اسٹیٹ بینک کی کم سے کم سرمائے کی شرط کے تحت 90 ملین ڈالر

پاکستان لایا ہے۔ اپنے پہلے سال میں یہ پاکستان میں 10 برانچیں کھولے گا۔ دنیا کے ایک بڑے مالی ادارے کی حیثیت سے اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ بینک جو خدمات پیش کرے گا ان سے پاکستانی آپریشنز کو یقیناً بڑے فوائد پہنچیں گے۔ منڈی میں بارکلیز بینک کی موجودگی سے صارفین کو اعلیٰ معیار کی خدمات حاصل ہوں گی اور بقیہ دنیا کے ساتھ مالی ربط ضبط بڑھنے کے علاوہ یہاں جدت پسندی کو بھی رواج ملے گا۔ حالیہ برسوں میں بین الاقوامی طور پر معروف جن مالی اداروں نے پاکستان کے کئی بینکاری اداروں میں شراکت حاصل کی ہے ان میں تماسک ہولڈنگ سنگاپور، اے بی این ایمرو بینک، اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک، سامبا فنانشل گروپ آف سعودی عرب، ڈی ای جی جرمنی، نوموراپورپین انویسٹمنٹ، انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن وغیرہ شامل ہیں۔ ان مستحکم غیر ملکی بینکوں کی پاکستان آمد سے بین الاقوامی کاروباری طبقے کا پاکستان کی معیشت پر اور خصوصاً بینکاری کے شعبے پر اعتماد پیدا ہوگا۔

2007-08ء کے دوران تین ترقیاتی مالی اداروں کو پاکستان میں کام کرنے کی اجازت دی گئی جو پاک ایران جوائنٹ انویسٹمنٹ کمپنی لمیٹڈ، پاک چائنا انویسٹمنٹ کمپنی اور پاک برونائی انویسٹمنٹ کمپنی ہیں۔ اس کا مقصد پاکستان میں ترقیاتی مالیاتی شعبے کو مستحکم کرنا اور متعلقہ ملکوں میں علاقائی تعاون کو فروغ دینا ہے۔ ان تین اداروں کی آمد سے پاکستان میں کام کرنے والے ترقیاتی مالی اداروں کی تعداد 8 ہو چکی ہے۔

3.4 پاکستان میں اسلامی بینکاری کی صورتحال

اسلامی بینکاری کی نمو گذشتہ دس سال میں روایتی بینکاری سے زیادہ رہی ہے، اور مستقبل قریب میں اس کے مزید سرعت سے فروغ پانے کے امکانات ہیں جس سے یہ عالمی مالیات میں نہایت متحرک شعبے کی حیثیت اختیار کرلے گی۔ بعض تخمینوں کے مطابق اسلامی بینکاری کے شعبے نے گذشتہ تین سال سے اندازاً 15 فیصد سالانہ کی نمو حاصل کی ہے جس کا ایک سبب تیل کی بلند قیمتوں سے اسلامی ملکوں کی دولت میں ہونے والا اضافہ ہے۔

ملک میں اسلامی بینکاری کے فروغ اور ترقی میں بھی اسٹیٹ بینک مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ اسلامی بینکاری سے متعلق تمام امور پر توجہ دینے کے لیے اسٹیٹ بینک میں شعبہ اسلامی بینکاری کے قیام سے اس مخصوص صنعت کو عوام کا پسندیدہ طرز بینکاری بننے کے لیے درکار مہمیز ملی۔ اسٹیٹ بینک کی اس کوشش کا، کہ اسلامی بینکاری کو کمرشل بینکاری جیسے ضوابط کے تحت کام کرنے دیا جائے اور اسے ایک متوازی نظام کے طور پر فروغ دیا جائے، مقصد ملک میں وسیع البنیاد مالی نظام کی تشکیل ہے تاکہ آبادی کے تمام طبقوں کو مالی خدمات تک رسائی ملے اور وہ مجموعی اقتصادی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ جون 2008ء تک چھ مکمل اسلامی بینک پاکستان میں کام کر رہے ہیں۔ اپنی برانچوں کے ذریعے اسلامی بینکاری کی خدمات فراہم کرنے والے روایتی بینکوں کی تعداد 12 ہو گئی ہے جس کا سبب پرائم کمرشل بینک لمیٹڈ اور اے بی این ایمرو بینک این وی کا باہم ضم ہونا ہے۔ اسلامی بینکاری صنعت کے مجموعی اثاثے 230 ارب روپے کے لگ بھگ ہیں جو منڈی کا تقریباً 4.5 فیصد ہیں (دیکھئے **جدول 3.1**)۔ اسلامی بینکوں کی 359[2] برانچیں چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے مجموعی طور پر 50 سے زائد شہروں اور قصبات میں قائم ہیں (دیکھئے **جدول 3.2**)۔

3.4.1 اسلامی بینکاری کے فروغ کے لیے اسٹیٹ بینک کے اقدامات

2007-08ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری کے فروغ اور ترقی کے لیے اہم اقدامات کیے، جن میں سے چند یہ ہیں:

(الف) پابندِ شریعت طریقہ کار کا استحکام

اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری کے اداروں کے لیے پابندِ شریعت طریقہ کار وضع کیا ہے جس کو مزید مستحکم کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے گئے ہیں:

- ☆ اسلامی بینکاری کے اداروں میں احکامِ شریعت کی پابندی کے لیے ہدایات کا اجرا
- ☆ ان اداروں کے شرعی مشیروں کے تقرر کے لیے معیار پر نظر ثانی
- ☆ 'اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن فار اسلامک فنانشل انسٹی ٹیوشنز' کے تیار کردہ شریعت کے قواعد میں مطابقت پیدا کرنا رکوا اپنالینا
- ☆ بی آئی ڈی حکام کے لیے ایسے مواد کی تیاری اور تربیت جس سے وہ احکامِ شریعت کی پابندی کا معائنہ کرسکیں

2 یہ اعداد و شمار یکم ستمبر 2008ء تک کے ہیں۔

☆ خطرات کے تجزیے کے ادارہ جاتی فریم ورک میں شریعت کی پابندی پر سوالنامے کی تیاری

(ب) اسلامک فنانشیل سروسز بورڈ کے قواعد

اسلامک فنانشیل سروسز بورڈ (آئی ایف ایس بی) اسلامی مالی خدمات کی صنعت کا استحکام یقینی بنانے کے لیے کوشاں ضابطہ ساز اور نگراں اداروں کے لیے عالمی قواعد طے کرنے والا ادارہ ہے۔ شفافیت کی حامل اسلامی مالی خدمات کی صنعت کے فروغ کے لیے یہ بورڈ شرعی اصولوں سے ہم آہنگ پہلے سے موجود بین الاقوامی قواعد میں مطابقت پیدا کرتا ہے یا پھر نئے قواعد تشکیل دیتا ہے۔ اسٹیٹ بینک آئی ایف ایس بی کا رکن ہے اور بورڈ کے منظور کردہ قواعد اپنانے/ مطابقت لانے میں تعاون کا ذمہ دار ہے۔

جدول 3.1: پاکستان میں اسلامی بینکاری کے رجحانات

ارب روپے

	امانتیں	مالکاری وسرمایہ کاری	مجموعی اثاثے
جون 04ء	13.2	13.1	18.8
جون 05ء	37.8	37.2	54.0
نمو (فیصد)	188	184	187
جون 06ء	59.7	57.9	87.6
نمو (فیصد)	58	56	62
جون 07ء	107.4	89.2	157.9
نمو (فیصد)	80	54	80
جون 08ء	163.1	163.4	229.6
نمو (فیصد)	52	83	45

عالمی سطح کے ضوابط متعارف کرانے اور اسلامی بینکاری کی عالمی صنعت کا حصہ بننے کی غرض سے ان قواعد کو ملک میں متعارف کرانے کے لیے ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے، جس میں رہنما ہدایات/ضوابط کے مسودے کو اس صنعت کے وابستہ عناصر اور عام افراد کی توجہ کے لیے مشتہر کیا جاتا ہے اور جوابی ردعمل، قوانین اور دیگر ضوابطی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مطلوبہ ردوبدل کے بعد یہ قواعد متعارف کرا دیے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں اسلامی بینکاری اداروں (آئی بی آئی) کے لیے رسک مینجمنٹ کے شعبے میں ضوابط کو مزید مستحکم کرنے کی غرض سے متعلقہ ہدایات تشکیل دی گئی ہیں۔ اسی طرح اسٹیٹ بینک آئی ایف ایس بی کا جاری کردہ کفایت سرمایہ کا ضابطہ پاکستان میں نافذ کرنے والا ہے اور اس مقصد کے لیے 'متوقع اثرات کا مطالعہ' شروع کر چکا ہے۔ آئی ایف ایس بی کے جاری کردہ اس ضابطے کا پاکستان میں نفاذ ایک اور سنگ میل کا حصول ہوگا جو اس بات کو یقینی بنائے گا کہ اسلامی بینکاری اداروں میں رسک مینجمنٹ عالمی قواعد کے مطابق موجود ہے اور جس میں اسلامی بینکاری مصنوعات اور خدمات کو لاحق مخصوص خطرات کا ہر طرح لحاظ رکھا گیا ہے۔

(ج) سیالیت کا انتظام، اور لازمی شرح سیالیت کے حوالے سے واپڈا اور کراچی شپ یارڈ صکوک کی اہلیت

جدول 3.2: اسلامی بینکاری کے ارکان

تعداد

	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء	2008ء
اسلامی بینک	1	1	2	4	6	6
الف: اسلامی بینکوں کی شاخیں	8	10	32	48	122	223
اسلامی بینکاری کی خدمات دینے والے روایتی بینک	0	5	9	11	13	12
ب: روایتی بینکوں کی کل اسلامی بینکاری کی مجموعی شاخیں	0	10	30	39	61	103
اسلامی بینکوں کی کل شاخیں (الف+ب)	**8**	**20**	**62**	**87**	**183**	**326**

اسٹیٹ بینک نے ایک ٹاسک فورس کو یہ کام سونپا ہے کہ وہ جدید اسلامی اصولوں پر مبنی، انتظامِ سیالیت کی مختصر مدتی اور وسط مدتی مصنوعات متعارف کرانے کی منصوبہ سازی کرے۔ اس ٹاسک فورس نے شریعت کے مطابق مختصر مدتی سرکاری وثیقے کا ڈھانچہ تیار کیا ہے جسے منظوری کے لیے حکومت کو بھیجا جا چکا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلامی بینکاری اداروں کے لیے لازمی شرح سیالیت پورا کرنے کے مقصد سے، واپڈا صکوک (پہلا اور دوسرا اجرا) اور کراچی شپ یارڈ اینڈ انجنیئر نگ ورکس لمیٹڈ صکوک (پہلا اور دوسرا اجرا) کو منظور شدہ تمسکات کی حیثیت حاصل ہے۔

(د) حسابات اور محصول کے مسائل

مالکاری کے اسلامی طریقوں کے لیے حساباتی معیار بنانے کے لیے انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس پاکستان (آئی سی اے پی) میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس میں اسٹیٹ بینک کو بھی نمائندگی حاصل تھی۔ یہ کمیٹی بحرین کی 'اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن فار اسلامک فنانشیل انسٹی ٹیوشنز' (اے اے او آئی ایف آئی) کے تیار کردہ حساباتی قواعد کا جائزہ لے رہی ہے تاکہ اسے پاکستان کے حالات کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ مرابحہ اور اجارہ پر اس کمیٹی نے قواعد تیار کر لیے ہیں اور اب وہ مشارکہ متناقصہ کے قواعد پر کام کر رہی ہے۔

اسلامی بینکاری کی صنعت میں محصول کے حوالے سے بھی بڑے مسائل پیش آتے رہے ہیں جس کا سبب اثاثوں رتجارت کی بنیاد پر مالکاری کے طریقوں کی مخصوص نوعیت ہے۔ اسٹیٹ بینک نے دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر ان مسائل کو سی بی آر کے سامنے پیش کیا تا کہ صنعت کو ٹیکس کے جن مسائل کا سامنا ہے انہیں حل کیا جائے۔ بالآخر فنانس بل 2007ء میں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اسلامی بینکوں پر بھی روایتی بینکوں کی طرح ٹیکس عائد ہوا کرے گا۔

(ہ) استعدادکاری کے اقدامات

زیر نظر عرصے کے دوران شعبہ اسلامی بینکاری نے مندرجہ ذیل سرگرمیوں کا انعقاد کیا:

- ☆ آئی ایف ایس بی کے اشتراک سے ''کفایت سرمایہ کے قواعد'' اور'' شفافیت اور منڈی کا نظم وضبط'' پر ورکشاپ
- ☆ اسٹیٹ بینک کے مختلف شعبوں کے افسران کے لیے آگاہی کے پروگرامات
- ☆ مرابحہ اور اجارہ کے بارے میں اسلامی مالیاتی حسابات کے قواعد پر سیمینار

3.5 نگرانی کا سسٹم

3.5.1 خطرات کے تجزیے کے ادارہ جاتی فریم ورک (آئی آر اے ایف) پر غور

خطرات کے تجزیے کا ادارہ جاتی فریم ورک (آئی آر اے ایف) اداروں کی انفرادی کارکردگی کے مسلسل تجزیے کے لیے' سی اے ای ایل ایس' کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ آئی آر اے ایف مالی اداروں کو خود تجزیاتی سوال ناموں کے ذریعے نہ صرف تجزیے کا موقع فراہم کرتا ہے بلکہ اس فرق کی بھی نشان دہی کرتا ہے جو اسٹیٹ بینک کے ضوابط کو پورا کرنے کے حوالے سے ان میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ سسٹم کسی مالی ادارے کی ریٹنگ مقرر کرنے کے لیے موقع پر معائنے (onsite inspection) کے نتائج، فاصلاتی نگرانی (offsite supervision) کے تجزیے، مالی کارکردگی کے مختلف اظہاریوں اور منڈی میں پائی جانے والی اور خفیہ معلومات کو بھی زیر غور لاتا ہے۔ بحیثیت مجموعی اس عمل سے مسلسل فاصلاتی نگرانی کا نظام حاصل ہوتا ہے، اور اس لیے یہ مالی اداروں کی مختلف خطرات سے زد پذیری کا ابتدا ہی میں پتہ چلانے کی اسٹیٹ بینک کی استعداد میں اضافہ کرتا ہے۔ کسی خاص موقع پر بینک/ترقیاتی مالی ادارے کی مالی حالت کیا ہے، آئی آر اے ایف اس کی مکمل تصویر پیش کردیتا ہے۔

08-2007ء کے دوران آئی آر اے ایف کے موجودہ طریقہ کار میں چند بڑے بڑے اضافے کیے گئے جس کا مقصد مالی اداروں کی رسک ریٹنگ کی زیادہ تفصیلی طور پر عکاسی کرنا تھا۔ خود تجزیاتی سوال ناموں کو از سر نو مرتب کرتے ہوئے مالی اداروں کو' ہاں' یا' نہیں' کے صرف دو آپشن کی بجائے یہ موقع دیا گیا کہ وہ ہر سوال کا' ایک' (یعنی مکمل پاسداری) سے لے کر 5 اسکیل (یعنی خلاف ورزی) تک جواب دے سکیں۔ اس طرح مالی اداروں کو ضوابط کی پاسداری کا اپنا درجہ جاننے کے لیے کسی حد تک لچک ملی۔ اسی طرح منڈی کی معلومات اور خفیہ معلومات کی زیادہ معروضی جانچ کے لیے مختلف قواعد مقرر کیے گئے ہیں۔ مختلف اجزا اور ذیلی اجزا کو تفویض کیے گئے اوزان پر ان کی اہمیت کے مطابق نظر ثانی کی گئی۔ مزید برآں آئی آر اے ایف کو ترقیاتی مالیات کے، اسلامی بینکاری اور زرعی مالکاری جیسے نئے شعبوں کا احاطہ کرنے کے لیے اپ گریڈ کیا گیا ہے۔

3.5.2 ریٹرن کی آن لائن ترسیل

اسٹیٹ بینک اپنے دائرہ کار میں آنے والے مالی اداروں کی مختلف طرز کی نگرانیوں میں مسلسل بہتری لاتا رہتا ہے۔ اطلاع دہندہ اداروں کو' ڈیٹا ایکوی زیشن گیٹ وے' (ڈی اے جی) پورٹل کے ذریعے رپورٹنگ چارٹ آف اکاؤنٹس (آر سی او اے) کے تحت ہفتہ وار گوشوارہ (ڈبلیو ایس پی) آن لائن اپ لوڈ کرنے کے انتظامات کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ادارے سہ ماہی رپورٹ (کیو آر سی) بھی آن لائن اپ لوڈ کر سکیں گے۔ اس عمل کے نتیجے میں اس محنت اور وقت کی بچت ہوگی جو ریٹرنز کی مادی ترسیل اور اس پر پیپر ورک کی صورت میں ضائع ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ اطلاع دہندہ اداروں کو اسٹیٹ بینک کے مختلف شعبوں کے یکساں تقاضے بار بار پورے کرنے سے بھی نجات ملے گی اور اس وقت کی بھی بچت ہوگی جو فیصلے کرنے کے لیے، فراہم کردہ معلومات کی پروسیسنگ اور تجزیے میں لگتا تھا۔

3.5.3 جامع نگرانی: ضروریات اور اسٹیٹ بینک کی کوششیں

پاکستان میں مالی منڈیوں اور مالی اداروں نے گذشتہ چند برس کے دوران جامعیت اور تنوع کے لحاظ سے نمایاں تبدیلیاں رونما ہوتے دیکھیں۔2000ء سے بینکوں کے بینکوں، اور غیر بینکی مالی کمپنیوں کے ساتھ انضمام اور تحویل کے انداز اُ40 سودے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ دوسری طرف کئی بینکوں/ ترقیاتی مالی اداروں کے ساتھ ساتھ ان کے ہولڈنگ گروپوں نے اپنی سرگرمیاں ان شعبوں میں بھی شروع کی ہیں جن میں بینکوں کو یا تو اجازت نہ تھی یا پھر وہ دلچسپی نہ رکھتے تھے۔ ایسے شعبوں میں بیمہ، اثاثوں کا انتظام، بروکریج، لیزنگ اور دیگر غیر بینکی مالی خدمات شامل ہیں۔ مختلف بینکوں کا انتظام چلانے والے بہت سے گروپوں نے مالی خدمات کے ساتھ ساتھ معیشت کے غیر مالی/حقیقی شعبے میں بھی شرکت کا آغاز کر دیا ہے۔ مالی اور غیر مالی شعبوں میں ان کے ان مفادات کا تعلق بیرون ملک قائم اداروں کے ساتھ بھی ہے۔ اس منظرنامے میں ایک بینک کی سرگرمیوں اور روابط کا دائرہ کار بے حد متنوع ہو چکا ہے جس کے سبب نگرانی کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے لیے کئی خدشات ابھر آئے ہیں اور جن میں سے چند یہ ہیں:

- ☆ گروپ کے کسی رکن ادارے کو دشواری سے بینک/ترقیاتی مالی ادارے کا استحکام متاثر ہو سکتا ہے۔ ایسا رکن ادارہ بینک کا ذیلی ادارہ (یعنی خطرے کا نچلی طرف پھیلاؤ) یا پیرنٹ ادارہ یا پیرنٹ کے زیر انتظام کوئی وابستہ ادارہ ہو سکتا ہے (یعنی خطرے کا اوپر کی طرف پھیلاؤ)۔
- ☆ بینک/ترقیاتی مالی ادارہ اور اس کے ذیلی ادارے مجموعی طور پر کسی ایک قرض دار کو غیر محتاط انداز میں قرضے فراہم کر سکتے ہیں۔
- ☆ گروپ کے ملکیتی اور انتظامی ڈھانچے میں بڑھتی ہوئی پیچیدگیوں کی وجہ سے گروپ میں موجود مالی اداروں کی نگرانی دشوار ہو سکتی ہے۔
- ☆ گروپ کے اندر لین دین کے سودوں اور ضوابطی بطراج کے امکانات۔

اسٹیٹ بینک کو بینکاری کے نگراں کے طور پر عائد ہونے والی اپنی ذمہ داریوں کا علم ہے۔ شعبہ بینکاری ایک پیچیدہ اور متحرک ماحول سے گزر رہا ہے۔ بینکاری کی مؤثر نگرانی کی غرض سے بنیادی اصول (نمبر24) کی پاسداری کے لیے اسٹیٹ بینک نے مالی شعبے کی جامع نگرانی کے لیے ایک فریم ورک بنانے کی غرض سے 2006ء میں ایک منصوبہ شروع کیا تھا۔ اس فریم ورک سے اسٹیٹ بینک جامع طریقے سے بینکوں/ امانت وصول کرنے والے اداروں کی نگرانی کر سکے گا۔ فریم ورک کے تحت اسٹیٹ بینک بینکاری گروپ کی سطح تک کی نگرانی کر سکے گا۔ ابتدا میں اسٹیٹ بینک نے اندرونی طور پر فریم ورک کا ایک مسودہ 2007ء میں تیار کیا اور ادارے کے اندر ہی اس پر گہرا غور و خوض کیا گیا۔ اس امر کو یقینی بنانے کے لیے، کہ یہ فریم ورک جانے مانے قواعد اور اصولوں کے مطابق مطلوبہ مقاصد کو پورا کرے گا، اسٹیٹ بینک نے ایک معروف کنسلٹنٹ کی خدمات بھی حاصل کیں۔ اسٹیٹ بینک کو مؤثر جامع نگرانی کے اختیارات دلانے کے لیے بینکنگ کمپنیز آرڈی ننس 1962ء میں ترامیم پر بھی اندرونی اور بیرونی وابستہ عناصر کے ساتھ سوچ بچار کا عمل جاری ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی وابستہ عناصر کے ساتھ مشاورت ہو رہی ہے تاکہ وہ نگراں ادارے کی سوچ سے آگاہ ہوں اور دوسری طرف ان کا ردِعمل معلوم کیا جائے۔ کنسلٹنٹ سے سفارشات موصول ہونے اور قانون میں مطلوبہ ردوبدل کے بعد اسٹیٹ بینک نگرانی کا جامع فریم ورک نافذ کر دے گا۔

3.5.4 بینکنگ ڈپارٹمنٹس کا فورم

بینکنگ کلسٹر میں شعبہ جات کے ایگزیکٹو ڈائریکٹرز اور ڈائریکٹرز پر مشتمل 'بینکنگ پالیسی کمیٹی' (بی پی سی) تشکیل دی گئی۔ اس کا مقصد ایسے فورم کی تشکیل ہے جہاں پالیسی، ضوابط، نگرانی، عمل درآمد اور تیاری سے متعلق بینکاری امور پر بحث مباحثہ اور اجتماعی فیصلے کیے جائیں۔ ایگزیکٹو ڈائریکٹر پالیسی اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر نگرانی اس کمیٹی کے مشترکہ سربراہ ہوں گے۔ اسٹیٹ بینک کی تنظیم نو سے قبل 'بینکنگ ٹیم' کے نام سے جو فورم کام کر رہا تھا، اس کی جگہ بی پی سی نے لے لی ہے۔

3.6 فعال طریقے سے معائنہ

موقع پر جا کر بینک معائنے کا شعبہ (بی آئی ڈی) فعال طریقے سے معائنے انجام دیتا ہے تاکہ مالی نظام کو مستحکم بنانے کے ساتھ ساتھ وابستہ عناصر کے مفادات کا بھی تحفظ کیا جائے۔ یہ شعبہ اسٹیٹ بینک کے دائرے میں آنے والے مالی اداروں یعنی بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں، خرد مالکاری اداروں اور ایکسچینج کمپنیوں کا موقع پر جا کر معائنہ کرتا ہے۔ یہ شعبہ اندرونی اور بیرونی وابستہ عناصر کی درخواستوں کی بنیاد پر قرضہ معافی کے کیسوں، قرضوں اور دیگر خصوصی تحقیقات کی خاص رپورٹیں بھی تیار کرتا ہے۔ برمقام معائنوں کے دوران شعبے کے علم میں آنے والے امور پر پالیسی سازی کے لیے پالیسی ساز شعبوں کو خام مواد فراہم کرنا بھی اس شعبے کا ایک اہم کام ہے۔ اس کے نتیجے میں پالیسیاں تبدیلی کے عمل سے مسلسل گزرتی رہتی ہیں اور انہیں نئے تقاضوں سے ہم آہنگ بنایا جاتا رہتا ہے۔

2007-08ء کے دوران اس شعبے نے 35 بینکوں/ترقیاتی مالی اداروں اور (’اے‘ اور ’بی‘ زمرے کی) 38 ایکسچینج کمپنیوں کے بھرپور معائنے انجام دیے۔ شعبے نے 500 سے زائد شکایات سے نمٹنے کے ساتھ ساتھ 3 آئی ایس معائنے اور بینکوں/ترقیاتی مالی اداروں/ایکسچینج کمپنیوں کے 20 خصوصی معائنے بھی کیے۔ بی آئی ڈی نے اپنی صلاحیتوں میں اضافے اور نگرانی کے نئے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے درج ذیل بڑے اقدامات بھی کیے:

3.6.1 شعبے کی تنظیم نو

بی آئی ڈی کے مقاصد یہ ہیں: دیے گئے اختیارات کے تحت مؤثر انداز میں کام کرنا، انسانی وسائل کا بہتر استعمال کرنا اور ابھرتے ہوئے خطرات کی شدت کی مؤثر طریقے سے نگرانی کرنا۔ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے شعبے کی تنظیم نو کی گئی ہے جس سے یہ شعبہ مستقبل کے چیلنجوں سے نمٹنے کی غرض سے تخصیصی موضوعات پر وسائل مجتمع کر سکے گا۔ مذکورہ چیلنجوں میں بازل ’دوم‘ کا نفاذ، احکامِ شریعت کی پابندی کا جائزہ، آئی ٹی سسٹم کا معائنہ، صارفی بینکاری، ٹریژری اور فوریکس کے معائنے اور کالے دھن کو سفید کرنے کے خلاف قوانین شامل ہیں۔ شعبے میں ایک خصوصی ڈویژن کام کر رہا ہے جو نئے قائم ہونے والے ’شعبہ تحفظ صارفین‘ کی طرف سے ملنے والی شکایات پر کارروائی کرتا ہے۔

3.6.2 آئی ٹی سسٹم کا معائنہ

مالی اداروں میں ٹیکنالوجی اور سسٹمز کے بڑھتے ہوئے استعمال نے بینکاری سرگرمیوں میں ایک نئی جہت کا اضافہ کیا ہے، جس سے نئے خطرات ابھر آئے ہیں اور ان کا سدباب ضروری ہے۔ بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں میں استعمال ہونے والے ان سسٹمز کی درستی اور کارگزاری کو یقینی بنانے کے لیے بی آئی ڈی چنیدہ مالی اداروں کا آئی ایس معائنہ کرتا ہے۔

3.6.3 بازل ’دوم‘ کا نفاذ

بازل ’دوم‘ معاہدہ ایک ایسا جامع طریقہ کار فراہم کرتا ہے جس کے تحت خطرات سے آزادرہ کر اور محفوظ طریقے سے سرمایہ مختص کیا جا سکتا ہے۔ نہ صرف پاکستان، بلکہ دنیا بھر میں اس معاہدے کے نفاذ میں بڑی بڑی دشواریاں پنہاں ہیں۔ بازل ’دوم‘ کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے افسران کا ایک خصوصی گروپ موقع پر جا کر معائنہ کرتا ہے۔ سرکاری شعبے کے تین اداروں کے سوا، پاکستان میں کام کرنے والے تمام بینکوں میں مقررہ ضوابط پر عمل درآمد کر لیا گیا ہے۔

3.6.4 منی لانڈرنگ کی روک تھام کے لیے آلات کی تیاری

منی لانڈرنگ کی روک تھام کے لیے بینکوں کی ہوشیاری کی حالت کا اندازہ لگانے والے آلات کی تیاری کے لیے بی آئی ڈی نے ایک منصوبہ شروع کر رکھا ہے، کیونکہ منی لانڈرنگ کے خطرے سے بینکوں کو بچانے والے مؤثر اقدامات کی اہمیت سب پر ظاہر ہے۔ منی لانڈرنگ کے حوالے سے اسٹیٹ بینک نے جامع قواعد و ضوابط جاری کر دیے ہیں اور نیا اینٹی منی لانڈرنگ آرڈیننس 2007ء مشکوک رقوم کی منتقلی کی اطلاع فراہم نہ کرنے کو قابل سزا جرم قرار دیتا ہے جس کی سزا قید اور جرمانہ ہو سکتی ہے۔ تیار کردہ آلات اور طریقے منی لانڈرنگ کی روک تھام کی پالیسیوں کی موزونیت اور اثر پذیری جاننے میں مدد دیں گے، اور اس کے ساتھ ساتھ ان خامیوں اور کمزوریوں کی نشان دہی کریں گے جنہیں دور کرنا منی لانڈرنگ کے خطرے کی روک تھام کے لیے لازمی ہے۔